

مراہجہ اور مساومہ بطور تمویل: اسلامی اور راویٰ بینکنگ کا تقابلی مطالعہ

MURĀBAHĀH AND MUSĀWAMAH AS MODES OF FINANCING: A COMPARATIVE STUDY OF ISLAMIC AND CONVENTIONAL BANKING PRACTICES

*Aasma Rahman¹, Dr Ihsan ul Rahman Ghauri²

¹ MPhil, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Punjab, Pakistan.

² Associate Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore, Punjab, Pakistan.



ARTICLE INFO

Article History:

Received:	January 18, 2024
Revised:	February 09, 2025
Accepted:	February 13, 2025
Available Online:	February 16, 2025

Keywords:

Islamic & Conventional Banking
Murābahah, & Musāwamah
Sharī'ah Compliance & AAOIFI
Ribā, Profit & Loss Sharing
Asset-Backed Financing & Islamic Finance

Funding:

This research journal (PIJISS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:



Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](#)

ABSTRACT

This study undertakes a critical and comparative analysis of Murābahah and Musāwamah as modes of financing within the broader discourse of Islamic and conventional banking. The research aims to examine how these two classical Islamic contractual forms—rooted in the Qur'ānic principles of trade ('bay') and the prohibition of ribā (usury)—are applied in contemporary Islamic financial institutions, and how their operational mechanisms differ fundamentally from interest-based transactions practiced in conventional banks. Using a comparative-analytical methodology, the paper explores the jurisprudential foundations of Murābahah (cost-plus sale with disclosed profit) and Musāwamah (sale without disclosure of cost price), analyzing their implementation in Pakistani Islamic banks. It evaluates whether these financing modes genuinely reflect Sharī'ah objectives (maqāṣid al-sharī'ah), particularly in ensuring risk-sharing, transparency, and real asset linkage, or whether they risk becoming form over substance in practical execution. The research further contrasts these Islamic models with conventional credit-based financing, emphasizing differences in contractual intent, ownership transfer, and ethical orientation. It also discusses regulatory supervision by the State Bank of Pakistan, the role of Sharī'ah Supervisory Boards, and the compliance criteria set by AAOIFI and IFSB standards. Ultimately, the study concludes that while Murābahah and Musāwamah offer viable Sharī'ah-compliant alternatives to conventional interest-bearing loans, their efficacy depends on strict adherence to transactional integrity, genuine asset trading, and risk exposure in line with Islamic economic philosophy. True Islamization of finance, therefore, requires moving beyond formal Sharī'ah compliance toward a value-based transformation that upholds justice, equity, and social welfare in financial dealings.

*Corresponding Author's Email: asmarahmann@gmail.com

تعارف

مراہجہ اور مساومہ دونوں اسلامی تمویل کے ایسے ماذلزہ ہیں جن میں بیع، ملکیت، خطرے اور نفع کے اصول شامل ہیں، لیکن جدید بینکاری میں ان کے اطلاق نے انہیں محض مالیاتی معابرات تک محدود کر دیا ہے۔ یہی صورت حال علمی سطح پر گہرے مطالعے اور عملی سطح پر اصلاح تطبیق کی مقاصی ہے۔ اسی تناظر میں زیرِ نظر تحقیق کا مقصد اسلامی مالیات کے دو بنیادی تجارتی عقود، مراہجہ اور مساومہ، کو بطور تمویل ان کے فقہی، نظری اور عملی پہلوؤں کے ساتھ سمجھنا اور ان کا تقابلی مطالعہ پیش کرنا ہے۔ عصر حاضر میں اسلامی بینکاری کے فروغ نے اس بات کی ضرورت دوچند کر دی ہے کہ ان عقود کو نہ صرف فقہی اعتبار سے واضح کیا جائے بلکہ ان کی عملی تطبیق میں پیش آنے والے مسائل کا بھی تجزیہ کیا جائے۔ مراہجہ بطور تمویل اپنی شفافیت

تمدنی اشتراک کا وسیلہ ہے۔ چنانچہ اسلامی تمویل کی بنیاد حقیقی اٹاٹے (real assets) اور خدمتِ انسانی پر رکھی گئی، نہ کہ فرضی یا سودی رقومات پر۔ عصر حاضر کے ممتاز امالیات عرصہ پر (Umer Chapra)

Islamic finance is not merely an alternative financial system; it is a moral vision that integrates economic efficiency with social justice.²

(اسلامی امالیات مخصوص ایک تبادل مالیاتی نظام نہیں بلکہ ایک اخلاقی تصور ہے جو معاشری افادیت کو سماجی عدل کے ساتھ جوڑتا ہے۔)

یہی نظریاتی بنیاد اسلامی تمویل کو سرمایہ دارانہ نظام سے جدا کرتی ہے، جہاں سرمایہ کا مقصد مخصوص منافع ہے، جبکہ اسلام میں مقصود تعمیرِ انسان و معاشرہ ہے۔

عقود معاوضات کی شرعی اقسام اور تمویلی تطہیقات

اسلامی فقه میں "عقود معاوضات" وہ عقود ہیں جن میں ایک عوض کے بدلے دوسرا عوض دیا جاتا ہے۔ فقہاً نے انہیں بیع، اجارہ، سلم، استصناع اور شرکت کی مختلف صورتوں میں منقسم کیا ہے۔ یہ عقود تمویل کے لیے بنیادی ڈھانچے کا درجہ رکھتے ہیں۔

قرآنِ کریم نے اصل بیع کو جائز اور باکو منونع قرار دیتے ہوئے فرمایا:

"وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَمَ الرِّبَا"³

یہ آیت فقہی و اقتصادی سطح پر بنیادی اصول کی حیثیت رکھتی ہے۔ بیع، اجارہ، سلم، مضاربہ اور استصناع جیسے عقود اسی اصول کی عملی تعبیر ہیں۔

امام سرخی فرماتے ہیں:

[الأصل في العقود الإباحة ما لم يرد دليلا على الحظر]⁴

(عقود میں اصل اباحت ہے جب تک کسی دلیل سے حرمت ثابت نہ ہو۔)

اسی اصول کے تحت اسلامی فقہ نے ہر عقد کی تمویلی تطہیق (financial application) کو اس کی نوعیت، مقصد اور نیت کے مطابق تعین کیا۔ مثلاً بیع سلم کو زرعی تمویل کے لیے، اجارہ کو ناشہ جاتی تمویل کے لیے، اور مضاربہ کو کاروباری شرکت کے لیے استعمال کیا گیا۔

فقہی تمویلی ساخت اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ دولت کی گردش حقیقی معیشت میں رہے، اور افراط از ریا مصنوعی منافع سے اجتناب ہو۔

مرابحہ اور مساومہ کی فقہی حیثیت کا اجمالی تعارف

اسلامی تمویل میں "مرابحہ" اور "مساومہ" دونوں بیع کی ایسی اقسام ہیں جن میں فرعی تعین متفہ طریقوں سے ہوتی ہے۔ مرابحہ میں فروخت کنندہ اصل قیمت اور منافع دونوں ظاہر کرتا ہے، جبکہ مساومہ میں مخصوص جمیعی قیمت پر بات ہوتی ہے۔ امام مالکؓ کے نزدیک مرابحہ کے شرعی جواز کی بنیاد صدق و امانت پر ہے:

اور تعین نفع کے باعث اسلامی بینکاری میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی فقہی بنیاد تجویز پر قائم ہے جس میں فروخت کنندہ خریدار کو شے کی اصل قیمت اور اس پر منافع دونوں سے آگاہ کرتا ہے۔ اس تمویل کی اہمیت اس لیے بھی مسلم ہے کہ یہ اسلامی بینکوں کو روایتی قرض کے بجائے حقیقی تجارت سے منسلک رکھتی ہے۔ اس کے برعکس بعض مساومہ میں بیعتات کی قیمت کا تعین اس کی لائلت سے بے نیاز مخصوص گفت و شنید کے ذریعے طے ہوتی ہے۔ مرابحہ ایک واضح اور منظم طریق تمویل فراہم کرتا ہے جو صارف کے اعتماد اور بینک کی شفاقتی دوںوں کو یقینی بناتا ہے۔ تاہم، اس کی اسی تعین منافع نے بعض اوقات اسے شرکتی تمویل کے برعکس ایک نیم قرضی نوعیت کارنگ بھی دیا ہے، جس کا تجزیہ اس آرٹیکل کے آنے والے مباحثہ میں تفصیل کیا جائے گا۔ اسلامی اور روایتی بینک کے تمویلی تصورات میں بنیادی فرق ان کے فکری و اخلاقی ڈھانچے میں پوشیدہ ہے۔ روایتی بینکاری اپنی تمام تر فعالیت کو سودی تصور سرمایہ پر استوار کرتی ہے، جہاں پیسہ بذات خود ایک جنس بن کر فرع پیدا کرتا ہے۔ جب کہ اسلامی بینکاری پیسے کو مخصوص تباہہ قدر کا ذریعہ تسلیم کرتی ہے، فرع کو حقیقی ملکیت اور خطرے سے وابستہ کرتی ہے، اور تمویل کو حقیقی معاشری سرگرمی سے مربوط رکھتی ہے۔ اسی بنیاد پر اسلامی نظام تمویل اخلاقی و شرعی اصولوں کے ساتھ معاشری توازن اور عدل مالی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ یہ تحقیق اسی مکری پس منظر میں کی گئی ہے تاکہ مرابحہ اور مساومہ جیسے عقود کی علمی اساس، فقہی تعبیر اور عملی تفہیز کے مابین ربط پیدا کیا جاسکے۔ مقصود صرف ان عقود کی قانونی یا دستاویزی توجیہ نہیں بلکہ اسلامی معاشری مکمل کے اندر ان کے اخلاقی و تمدنی مضمرات کو بھی اجاگر کرنے ہے، تاکہ اسلامی بینکاری اپنے حقیقی مقاصد یعنی شفاقت، عدل، اور حقیقی تمویل کے تقاضوں کو بہتر طور پر پورا کر سکے۔

تمویل اسلامی کے اصولی و فقہی میادیات

اسلامی نظام امالیات میں تمویل مخصوص سرمایہ کاری (investment) یا قرض کی فراہمی کا نام نہیں، بلکہ ایک ایسے فقہی و اخلاقی منہج کا مظہر ہے جو انسانی حاجات اور عدل اجتماعی کے مابین توازن پیدا کرتا ہے۔ تمویل کی اساس "تکافل"، "شرکت" اور "تعاون" کے اصولوں پر قائم ہے، جو قرآنی بدایت "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالْقَوْمِ" (المائدہ: ٢٤) کی روح سے ہم آہنگ ہے۔ ابن خلدون نے مالی تباہات کی اس باہمی نوعیت کو تمدنی ضرورت قرار دیتے ہوئے لکھا:

[الإنسان مدنى بالطبع، يحتاج إلى المعاملة في حاجاته]¹

(انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے معاشرت پسند ہے اور اپنی ضروریات کے لیے لین دین کا محتاج ہے۔)

یہ تمویل کا بنیادی فلسفہ بیان کرتا ہے، کہ مالی تعامل مخصوص منفعت اندوزی کا ذریعہ نہیں بلکہ

تمويل کا عادلانہ نظام انہی مصالح کے عملی نفاذ کی صورت ہے، جہاں نہ سرمایہ دار کو مطلق غلبہ حاصل ہے، نہ مزدور و صارف کو احتصال کا سامنا۔

عصر جدید میں محمد الطاہر بن عاشور نے اسے ”العدل المقصدی“ کہا، جو ہر اقتصادی نظام میں اخلاقی توازن پیدا کرتا ہے۔ اسلامی تمویل اسی عدل مقصودی کا عملی سانچہ ہے، جو سودی نظام کے ظلم، افرادی زر اور دولت کے ارتکاز کے مقابل ایک اخلاقی و انسانی معیشت پیش کرتا ہے۔

مراہجہ بطور تمویل: نظریاتی و عملی تجزیہ

اسلامی مالیاتی نظام کے میدان میں ”مراہجہ“ ایک ایسا عقد ہے جس نے عملی سطح پر اسلامی بینکاری کو ایک قابل تطبیق ماذل مہیا کیا۔ اگرچہ فقہی اعتبار سے مراہجہ ایک قدیم بیع کی صورت ہے، مگر جدید تمویل میں اسے اثنائے جاتی اور تجارتی مالی معاونت کے طور پر نئی معنویت حاصل ہوئی۔ اس کا بنیادی جوہر ”صدق و شفاقت“ اور ”خطر و ملکیت“ کے حقیقی اصولوں میں مضر ہے۔ اس بحث میں مراہجہ کے فقہی مبانی سے لے کر پاکستانی اسلامی بینکوں میں اس کی عملی تطبیقات اور شرعی تنگری کے تقاضوں کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مراہجہ کی لغوی، اصطلاحی اور فقہی تعریف

لفظ ”مراہجہ“ عربی مادہ ربح سے ماخوذ ہے جس کے معنی نفع حاصل کرنے کے لیے۔ لغوی طور پر ”بیع مراہجہ“ اس بیع کو کہتے ہیں جس میں فروخت کنندہ خریدار کو لاگت (cost) اور نفع (profit) دونوں ظاہر کر دیتا ہے۔

امام مالک مراہجہ کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

[لا بأس ببيع المراحلة إذا بين الثمن الأول وما زاد عليه]⁹

(اگر فروخت کنندہ پہلی قیمت اور منافع واضح کر دے تو مراہجہ کی بیع میں کوئی تباہت نہیں۔)

فقہی اصطلاح میں مراہجہ ایک ایسی بیع ہے جس میں فروخت کنندہ خریدار کو یہ بتاتا ہے کہ اس نے مال فلاں قیمت پر خرید اور اتنے منافع پر فروخت کر رہا ہے۔ فہمیہ حفیہ کے نزدیک یہ بیع امانت کی ایک شاخ ہے، جس میں دیانت اور شفاقت بنيادی شرط ہے۔ اہنہم امام کے الفاظ میں:

[المراحلة بيع الأمانة، لأنها تقوم على الثقة والإخبار بالثمن]¹⁰

(مراہجہ بیع امانت ہے، کیونکہ یہ اعتماد اور قیمت کے بیان پر قائم ہے۔)

مراہجہ میں منافع، قیمت، اور ملکیت کی شرعی اساس

مراہجہ کی فقہی اساس تین اکان پر استوار ہے: ثمن (قیمت)، ربح (منافع)، اور ملکیت (Ownership)۔ اسلامی قانون میں منافع کی مشروعتی ملکیت و ضمان کے ساتھ

مشروط ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((لا تبع ما ليس عننك))¹¹

(جو چیز تمہارے پاس نہیں، اسے مت پہنچو)

[لا بأس ببيع المراحلة إذا بين الثمن الأول وما زاد عليه]⁵

(اگر پہلی قیمت اور منافع واضح کر دیے جائیں تو مراہجہ کی بیع میں کوئی حرج نہیں۔)

مراہجہ دراصل امانت دارانہ بیع ہے، جس میں شفاقت تمویل کے عدل کی ضامن ہے۔ تاہم فہمہنے اس پر زور دیا کہ مراہجہ کو قرض کی تمثیل میں استعمال نہ کیا جائے، ورنہ وہ سود کی صورت اختیار کر لے گا۔ جدید اسلامی مالیاتی اداروں میں مراہجہ کو انشا جاتی تمویل (asset financing) کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے کاریماکان کی خرید میں، بشرطیکہ قبضہ اور ملکیت حقیقی طور پر بینک کے پاس آئے۔ مساومہ کا تصور، اس کے بر عکس، مارکیٹ کے اصول گفت و شنید (negotiation) پر قائم ہے۔ یہ صورت اسلامی بنگ میں نسبتاً معمول ہوتی ہے، مگر اس کی فقہی حیثیت اصل بیع سے مانوڑ ہے۔

تمویل اسلامی اور نظام ربا کا فکری مقابل

اسلامی تمویل اور سودی نظام کے مابین فکری مقابل محس فقہی تفریق نہیں بلکہ معاشر فلسفہ کا اختلاف ہے۔ سودی نظام میں سرمایہ ”زمان“ کے بدله منافع حاصل کرتا ہے، جبکہ اسلامی نظام میں سرمایہ ”عمل“ اور ”خطر (risk)“ کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ قرآن نے ربا کے باطل تصور کو واضح انداز میں روکیا:

يَمْحُقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُبَيِّنُ الصَّدَقَاتِ⁶

یہ آیت انسانی معیشت کے اخلاقی توازن کا محور ہے۔ ربا، جس کی نیاد استعمال (exploitation) پر ہے، اقتصادی ظلم کو جنم دیتا ہے، جبکہ تمویل اسلامی کی اساس مشارکہ اور مضاربہ پر ہے، جو منافع و خسارہ دونوں میں شرکت کے اصول کو فروغ دیتے ہیں۔ محمد نجیب الملکی نے لکھا:

[النظام الربوي يجعل المال غاية في ذاته، أما النظام

الإسلامي فيجعل المال وسيلة للعمارة والإنتاج]⁷

(سودی نظام مال کو خود مقصد بنادیتا ہے، جبکہ اسلامی نظام مال کو تعمیر و

پیداوار کا وسیلہ قرار دیتا ہے۔)

یوں تمویل اسلامی میں منافع ”عمل“ کا نتیجہ ہے نہ کہ ”وقت“ کا، جو ایک گہر افکری امتیاز ہے۔

مصادِ شریعت کی روشنی میں تمویلی عدل و توازن کا اصول

اسلامی تمویل کا آخری مقصد محس مالی توازن نہیں بلکہ مقاصدِ شریعت کے نفاذ کے ذریعے عدل اجتماعی کا قیام ہے۔ یہ مقاصد، جیسا کہ امام شافعیؒ نے ذکر کیا، دین، جان، عقل، نسل اور مال کے تحفظ پر مبنی ہیں۔

[إن الشريعة إنما وُضعت لمصالح العباد في المعاش والمعاد]⁸

(شریعت کا نصب العین بندوں کے دنیوی و آخری مصالح کا تحفظ ہے۔)

اگرچہ یہ ماذل فقہی اصولوں کے مطابق تیار کیا گیا، مگر عملی سطح پر بعض بینکوں میں خریداری اور قبضہ کی کارروائی محض کاغذی شکل میں انجام پاتی ہے، جس سے عقد کی حقیقی روح متاثر ہوتی ہے۔

مراہجہ میں شرعی انحرافات، احتیاطی ضوابط اور نگرانی کے اصول

اسلامی بینکنگ کے عمل میں مراہجہ کے چند پہلو ایسے ہیں جہاں شرعی انحرافات کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے، مثلاً:

بینک کی جانب سے حقیقی قبضہ کے بغیر فروخت، صارف سے خریداری سے پہلے ہی ادا یگی یا وعدے کی پابندی، نفع کی شرح کو سودی شرحِ منافع سے منسلک کرنا، اور بینک کی ملکیت کا وقت یادگیری ہونا۔

ان انحرافات سے بچاؤ کے لیے فقہی و شرعی بورڈز نے واضح پدایات جاری کی ہیں۔ شیخ نظام یعقوبی کے مطابق:

Murabaha must remain a genuine sale and not a backdoor to interest; the spirit of ownership and risk must be preserved.¹⁵

(مراہجہ کو حقیقی بیع ہی رہنا چاہیے، سود کا مقابل راستہ نہیں بننا چاہیے؛ ملکیت اور خطر کا اصول برقرار رہنا ضروری ہے۔)

پاکستان میں "شریعہ آذینگ" کا نظام اس امر کو تین بنانے کے لیے قائم کیا گیا کہ بینکوں کی تمام مراہجہ ٹرازنگ بیشتر میں قبضہ، ملکیت، اور قیمت کی شفافیت برقرار رہے۔ اس سے تمویل اسلامی کا اخلاقی جوہر محفوظ رہتا ہے اور مراہجہ، ایک صالح بیع کے طور پر، اسلامی معیشت کے عادلانہ ڈھانچے میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔

مساومہ بطور تمویل: اصولی و اطلاقی جہات

اسلامی مالیات کے ابواب میں "مساومہ" بیع کی ایک قدیم مگر پاک دار صورت ہے جو صدیوں سے تجارتی تعااملات کا نیادی حصہ رہی ہے۔ یہ وہ عقد ہے جس میں فریقین قیمت پر آزادانہ گفت و شنید کے بعد معاملہ طے کرتے ہیں، بغیر اس کے کہ فروخت کنندہ اپنی لگات یا منافع ظاہر کرے۔ فقہاء اسے بیع مراہجہ کے مقابل میں ایک عام اور فطری صورت قرار دیا ہے، جس میں بازاری قوتوں (market dynamics) کے تحت قیمت تعین ہوتی ہے۔ اسلامی بینکاری کے تمویلی تباہی میں مساومہ کا تصور شفاف تجارت، حقیقی ملکیت، اور خطر کی شرکت جیسے اصولوں سے ہم آہنگ ہے، جو شریعت اقتصادی کے روحانی و اخلاقی جوہر کو نمایاں کرتے ہیں۔

مساومہ کا فقہی تصور اور تاریخی پس منظر

"مساومہ" کا لفظ "سوم" سے مانوڑ ہے جس کے معنی "مول تول" یا "قیمت پر گفت و

یہ حدیث تمویل اسلامی کے بنیادی اصول "الخراج بالضمان" کو ظاہر کرتی ہے۔ یعنی منافع اسی کے لیے جائز ہے جو خطر (risk) برداشت کرتا ہے اور ملکیت کی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔ چنانچہ مراہجہ کے عقد میں فروخت سے قبل بینک کے لیے لازم ہے کہ وہ مطلوبہ شے کی ملکیت حقیقی طور پر حاصل کرے، تاکہ بیع مراہجہ "بیع موصوف فی الذمہ" یا "بیع مال المک" کی معنوں صورت میں داخل نہ ہو۔

عصر حاضر کے متاز فقہی ماہر شیخ تقی عثمانی اس اصول کو یوں بیان کرتے ہیں:

Profit is justified only when the seller bears the risk of ownership before the sale; otherwise, it amounts to interest in disguise.¹²

(نفع اسی وقت جائز ہے جب فروخت کنندہ فروخت سے قبل ملکیت کے خطر کو برداشت کرے، بصورتِ دیگر یہ سود کی پوشیدہ صورت ہے۔)

مراہجہ کے عقد میں بینک اور صارف کے تعلق کی نوعیت

اسلامی بینکنگ کے عملی تناظر میں مراہجہ ایسا عقد ہے جس میں بینک خریدار کی درخواست پر مطلوبہ مال خود خرید کر اس کے نام فروخت کرتا ہے۔ اس طرح بینک اور صارف کے درمیان تعلق "بیع و شراء" کا ہوتا ہے نہ کہ "قرض خواہ و مقرض" کا۔

یہ تمویلی تعلق فقہی طور پر "امر بالشراء" (buying order) کے تحت انجام پاتا ہے، جس کے مطابق صارف بینک سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ اس کی خرید کردہ شے کو مراہجہ کے تحت خرید لے گا۔

جمع الفقهاء اسلامی نے اپنے فیصلے میں واضح کیا:

[بیع المراحلة للأمر بالشراء جائز بشرط أن تكون السلعة

مملوكة للبنك قبل بيعها للأمر]¹³

(مراہجہ لآخر بالشراء جائز ہے بشرطیکہ بینک فروخت سے قبل مال کا مالک

بن چکا ہو۔)

یوں مراہجہ میں بینک کی حیثیت محسن مالی و سیلہ (financier) کی نہیں بلکہ باقاعدہ فروخت کنندہ کی ہے، جس کے لیے قبضہ و ملکیت کی شرائط لازم ہیں۔

پاکستانی اسلامی بینکوں میں مراہجہ بطور تمویل کا عملی ماذل

پاکستان میں اسلامی بینکنگ کے ابتدائی مرحلے میں مراہجہ کو سب سے قابل عمل تمویلی طریقہ سمجھا گیا، کیونکہ اس کے ذریعے اتنا شہ جاتی تمویل کو فقہی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنا نسبتاً آسان تھا۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے "شریعہ کمپلائنس ڈپارٹمنٹ" کے مطابق، مراہجہ کا عملی ماذل چار مراحل پر مشتمل ہوتا ہے:

امر بالشراء۔ صارف کی طرف سے مال خریدنے کی درخواست؛ خریداری۔ بینک مطلوبہ مال خرید کر ملکیت حاصل کرتا ہے؛ بیع مراہجہ۔ بینک مال صارف کو منافع کے ساتھ فروخت کرتا ہے؛ اقساط کی ادا یگی۔ صارف متعین مدت میں قسط وار ادا یگی کرتا ہے۔¹⁴

یوں مساومہ اسلامی تجارت میں شفاف آزادی اور امانت دارانہ مسابقت کے امتزاج کی صورت ہے۔

مساومہ کے عقد میں فریقین کے حقوق و فرائض

فقہی لحاظ سے مساومہ کے عقد میں فریقین کے حقوق و ذمہ داریاں واضح ہیں۔ یعنی وائے پر لازم ہے کہ وہ مال کی نوعیت، مقدار اور حالت میں کسی قسم کی دھوکا ہی یا انفصال کرے، اور خریدار پر واجب ہے کہ وہ قیمت کی ادائیگی میں تاخیر یا نیتِ فساد سے احتساب کرے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((البیاعان بالخیار مالم يتفرقوا، فإن صدقوا وبينا بورك لهم
في بيعهما، وإن كتموا وكذبا محقت بركة بيعهما))²⁰

(یعنی والا اور خریدار جدا ہونے تک اختیار رکھتے ہیں، اگر دونوں سچ بولیں اور وضاحت کریں تو ان کے سودے میں برکت ہوتی ہے، اور اگر جوٹ بولیں یا چھپائیں تو برکت ختم ہو جاتی ہے۔)

یہ حدیث مساومہ کی اخلاقی بنیاد ہے، جو نوع کے ساتھ امانت کے توازن کو قائم رکھتی ہے۔ اسلامی فقہانے مساومہ میں فریقین کے تین اصولی حقوق بیان کیے:

حق الاختیار — عقد سے انصراف یا قبول کا حق؛ حق البیان — حقیقتِ مال اور قیمت کی وضاحت کا حق؛ حق العدل — لین دین میں انصاف و اعتدال۔ ان اصولوں کی پاسداری مساومہ کو فقہی و اخلاقی اعتبار سے درست اور معاشرتی اعتماد کے لائق بناتی ہے۔

مساومہ بطور تمثیل: اسلامی بینکوں میں عملی صورتیں

اسلامی بینکنگ میں مساومہ کو مرابحہ کے تبادل تمویلی طریق کے طور پر متعارف کرایا گیا، خاص طور پر اُن صورتوں میں جہاں ائام کی خریداری فروخت بر اہر است منڈی سے ہو اور بینک لaggat کی تفصیل ظاہر نہ کرے۔ یہ ماذل بینک کو زیادہ مارکیٹ چک (market) میں اسیٹ بینک آف پاکستان کے مطابق، مساومہ کا بینکنگ ماذل درج ذیل مراحل پر مشتمل ہوتا ہے:

بینک مطلوبہ ائام کیتھ سے خرید کر اپنی ملکیت میں لیتا ہے، ائام صارف کو باہمی گفت و شنید کے بعد منتفعہ قیمت پر فروخت کرتا ہے، قیمت کی ادائیگی نقد یا موخر اقساط کی صورت میں ممکن ہے۔²¹

فقہی لحاظ سے یہ سچ مکمل طور پر جائز ہے بشرطیکہ قبضہ اور ملکیت کی حقیقت برقرار رہے۔

مساومہ میں منافع، خطره اور شفافیت کے اصول

اسلامی مالیات میں مساومہ کی افادیت اسی وقت برقرار رہتی ہے جب اس میں منافع حقیقی خطر اور شفافیت کے ساتھ مربوط ہو۔ نبی ﷺ کے قول "الحضران بالضمان" کی روح

شنید" کے ہیں۔ فقہی اصطلاح میں مساومہ ایسی سچ کو کہتے ہیں جس میں فروخت لگنده اپنی لaggat ظاہر نہیں کرتا بلکہ دونوں فریقیں باہمی رضامندی سے قیمت طے کرتے ہیں۔ امام

نوویٰ مساومہ کی جامع تعریف ان الفاظ میں کی:

[المساومة أَن يَسَاوِمَا عَلَى السُّعْدِ مِنْ غَيْرِ بَيَانِ الْأَوْقَلِ]¹⁶

(مساومہ یہ ہے کہ خریدار و فروخت لگنده قیمت پر گفت و شنید کریں بغیر

اس کے کہ پہلی قیمت ظاہر کی جائے۔)

فقہی تدریج میں مساومہ کو سچ کی اصل (الاصل) قرار دیا گیا، کیونکہ فطری تجدیتی لین دین عموماً

اسی بنیاد پر استوار رہد سچ مرابحہ اور تولیہ جیسی صورتیں دراصل مساومہ کی مشتقات

(derivatives) ہیں۔ ابن رشدؑ نے مساومہ کے تاریخی تسلیل کو بیان کرتے ہوئے لکھا:

[وكانَت البيوع في صدر الإسلام تقوم على المساومة، ثم استحدث

النَّاسُ بَيْعَ الْمَرَابِحةَ لِمَا احْتَاجُوا إِلَى الْبَيَانِ فِي الْأَمْمَانِ]¹⁷

(ابتدائی اسلام میں بیوع مساومہ پر مبنی تھیں، بعد میں جب قیمت کے

بیان کی ضرورت پیش آئی تو مرابحہ کی صورت اختیار کی گئی۔)

یوں مساومہ اسلامی فقہ میں اصل سچ کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے دیگر بیوع کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔

مساومہ اور مرابحہ میں قیمت و منفعت کا فرق

فقہی طور پر مساومہ اور مرابحہ کا بنیادی فرق قیمت کے اکشاف میں ہے۔ مرابحہ میں

فروخت لگنده لaggat اور نفع ظاہر کرتا ہے، جبکہ مساومہ میں ایسا نہیں کرتا۔ تاہم دونوں میں

صدق و بیانت کی شرط یکساں ہے۔ ابن عابدین گھستہ ہیں:

[المرابحة بيع الأمانة والمساومة بيع المكاييسة، والأول يقوم

على التصرح والثاني على التفاوض]¹⁸

(مرابحہ سچ امانت ہے اور مساومہ سچ مکاہسہ؛ پہلی شفاف بیان پر قائم

ہے، دوسرا لگفت و شنید پر۔)

یہ فرق اسلامی مالیات میں عملی لحاظ سے بھی اہم ہے۔ مرابحہ میں قیمت منافع سمیت پیشگی طے ہوتی ہے، جبکہ مساومہ میں منافع غیر صریح (implicit) ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مساومہ میں مساقیت منڈی (competitive market) کا اتصور زیادہ نمایاں رہتا ہے۔

جدید اسلامی ماہر عمر چھپرا لکھتے ہیں:

Musawamah represents market freedom within moral boundaries, whereas Murabaha entails ethical transparency in cost disclosure.¹⁹

(مساومہ اخلاقی حدود کے اندر بازار کی آزادی کی نمائندگی کرتا ہے، جب کہ مرابحہ لaggat کے اکشاف میں اخلاقی شفافیت پر مبنی ہے۔)

منافع کے تعین، رسک شیرنگ، اور ملکیت کے انتقال کا موازنہ

مراہجہ میں منافع کا تعین بوقت عقد ہی ہو جاتا ہے اور یہ "الثابت النسبت (fixed)" (profit) کے اصول پر قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ اسلامی بینک اس کو تمویل کے کم خطراتی (low-risk) مائل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ مساومہ میں نفع کا دائرہ متغیر ہوتا ہے، جو خریدار فروخت کنندہ کی گفت و شنید پر منحصر رہتا ہے۔ ڈاکٹر میر احمد مغل لکھتے ہیں:

Murabaha provides a relatively stable financing tool for Islamic banks, while Musawamah involves greater market exposure and hence a higher element of risk-sharing.²⁵

ملکیت کے انتقال کے باب میں مراہجہ میں بینک عموماً ایک درمیانی تاجر کی حیثیت رکھتا ہے، جو شے کو خرید کر عارضی طور پر اس کا مالک بنتا ہے اور پھر صارف کو فروخت کرتا ہے۔ مساومہ میں بھی بینک اصول برقرار رہتا ہے، لیکن قیمت کی غیر شفافیت کے باعث بعض اوقات تمویلی عدل کے پہلو میں کمی دیکھی گئی ہے۔

اسلامی بینکوں میں مراہجہ و مساومہ کی ترجیحات اور رجحانات

پاکستانی اسلامی بینکاری کے تناظر میں مراہجہ کو زیادہ ترجیح دی گئی ہے کیونکہ اس میں شفافیت، دستاویزی وضاحت، اور منافع کے معین ہونے کی وجہ سے ریگولیٹری تقاضے بہ آسانی پورے کیے جاسکتے ہیں۔ اسیٹ بینک آف پاکستان کی شریعت ایڈوازری کو نسل نے مراہجہ کو بنیادی تمویلی مائل قرار دیا ہے جس پر 70% سے زائد اسلامی بینکاری فناںگ منحصر ہے۔²⁶

اس کے بر عکس مساومہ کا استعمال زیادہ تجارتی یا صنعتی تمویلات میں ہوتا ہے جہاں قیمت میں لچک ضروری ہو۔ ڈاکٹر محمد عمر چھپرا کے مزدیک:

Murabaha dominates the Islamic banking portfolio not for its ideality but for its manageability within the modern financial framework.²⁷

دونوں مائلز کی شرعی تطبیق میں پائی جبائے والی عملی روایتیں

عملی سطح پر مراہجہ کی تطبیق میں سب سے بڑا مسئلہ ملکیتِ حقیقی (true ownership) کا ہے۔ اکثر بینک صرف "کاغذی خرید" کے ذریعے مراہجہ نافذ کرتے ہیں، جس سے بیچ کا حقیقی عنصر کمزور پڑ جاتا ہے۔ فقہی طور پر یہ عمل "بیچ لا میلک" کے مشابہ قرار پاتا ہے۔

اسی طرح مساومہ میں شفافیت کی کمی اور قیمت کے تقاضات سے متعلق اعتراضات عام ہیں۔ ڈاکٹر محمد زر قالکھنے ہیں:

یہی ہے کہ نفع صرف اسی کو حاصل ہو جو حمانت (liability) کا حامل ہو۔ مفتی تقاضی اس اصول کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

In Musawamah, as in all genuine sales, profit is justified only when the seller assumes the risk of ownership before the sale²²

(مساومہ سمیت تمام حقیقی بیوع میں نفع اسی وقت مشروع ہے جب فروخت کنندہ بیع سے پہلے ملکیت کے خطر کو برداشت کرے۔)

شفافیت کا تقاضا یہ ہے کہ فریقین نہ توبیت کے تعین میں فریب سے کام لیں، نہ مال کی کیفیت میں۔ فقہا نے "تعابن (unjust gain)" اور "متریس (concealment)" کو مساومہ میں فساد عقد کا باعث قرار دیا ہے۔ بینک اصول مساومہ کو اسلامی تمویل میں ایک اخلاقی و توازن یافتہ تبادل بناتے ہیں، جو ملکیت کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ شریعت کے عدل و صداقت کے دائرے میں رہتا ہے۔

مراہجہ اور مساومہ کے تمویلی ڈھانچے کا مقابلی مطالعہ

زیر نظر بحث میں ان دونوں عقود کے تمویلی مقاصد، طریقہ کار، منافع کے اصول، خطرات کی تقسیم، ملکیت کے انتقال، اور شرعی تطبیق کے ضمن میں پائی جانے والی مشکلات و امکانات کا مقابلی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے، جس میں اسلامی بینکوں کے مائلز، فقہی آر اور ماہر یوں مالیات کے نقطہ نظر کو سمجھا کیا گیا ہے۔

مراہجہ اور مساومہ میں تمویلی مقاصد و طریقہ کار کا مقابلی جائزہ

مراہجہ کا بنیادی مقصد کسی صارف کے لیے کسی شے کو خرید کر نفع کے ساتھ فروخت کرنا ہے، جہاں قیمتِ خرید اور منافع دونوں فریقین کے علم میں ہوں۔ مساومہ میں اگرچہ بیع کی نوعیت وہی رہتی ہے، مگر قیمت کی تعین میں الگت کا انکاشاف لازم نہیں ہوتا، بلکہ یہ غالباً فقہیں کی باہمی گفت و شنید پر منحصر ہوتی ہے۔ امام سرخی لکھتے ہیں:

[المراجحة هي البيع برأس المال مع زيادة معلومة]²³

(یعنی مراہجہ وہ بیع ہے جس میں اصل قیمت پر معلوم اضافہ کیا جاتا ہے۔)

بجکہ مساومہ کے متعلق امام ابن رشد وضاحت کرتے ہیں:

[والمساومة بیع بیع على غير معرفة الشم النؤل]²⁴

(یعنی مساومہ وہ بیع ہے جو حاصل قیمت کے علم کے بغیر و قوع پذیر ہوتی ہے۔)

یہ فرق فقہی اعتبار سے بنیادی ہے، جس کے باعث مراہجہ زیادہ شفاف اور مساومہ زیادہ تجارتی فطرت رکھتا ہے۔ تمویلی لحاظ سے مراہجہ کا اطلاق زیادہ مستحکم نظام فراہم کرتا ہے کیونکہ اس میں قیمت و منافع کا تعین قبل از عقد ہوتا ہے، جب کہ مساومہ میں مندرجہ ایجاد چڑھاؤ اور مذاکرات کی نوعیت سے نفع و خطرہ دونوں میں تغیر ممکن ہے۔

ہی اس کی مالیاتی قیمت پر سود عائد کرتا ہے۔ یہ عمل محض رقم کے تبادلے پر مبنی ہے، جس میں کوئی حقیقی تجارتی سرگرمی شامل نہیں۔

جوزف سٹیل گیر، اس فرق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

Conventional banking turns money into a commodity, while Islamic finance insists on linking finance to real assets.³⁰

(روایتی بینکنگ کے یہ ماذلز قرض اور سود کے گرد گھومتے ہیں، جہاں فروخت محض ایک قانونی پرده (legal fiction) ہوتی ہے، نہ کہ حقیقی ملکیت یا حق کی منتقلی۔)

اسلامی اور روایتی بینکنگ کے تمویلی فنکر کا تھقیلی مطالعہ

اسلامی اور روایتی بینکنگ کے ماہین سب سے بنیادی فرق فکرِ تمویل (philosophy of financing) کا ہے۔ اسلامی نظام میں سرمایہ کار اور صارف کے درمیان تعلق شراکت، یعنی، یا اجرہ کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، جب کہ روایتی نظام میں یہ تعلق قرض دہندہ اور مقرض کے درمیان ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد عمر چھپرا کے بقول:

The key distinction is that Islamic banking integrates ethics and equity with economics, whereas conventional banking divorces finance from morality.³¹

(اسلامی بینکاری میں مرکحہ و مساوامہ جیسے غنود حقیقی تجارتی سرگرمی سے والبستہ ہیں، اس لیے ان میں مال کا تبادلہ حقیقی معنوں میں ہوتا ہے۔ جبکہ روایتی بینکنگ میں مالیاتی سرگرمی محض کافندی اعداد و شمار پر منحصر رہتی ہے۔)

مرکحہ و مساوامہ کے مالیاتی اثرات: نفع، خطرہ، اور

شفافیت

مرکحہ میں نفع متعین اور خطرہ محدود ہوتا ہے کیونکہ بینک شے کی خرید کے بعد ہی اسے فروخت کرتا ہے، اس طرح شریعت کے مطابق ملکیت اور خان (risk) بینک پر عارضی طور پر عائد ہوتا ہے۔ مساوامہ میں خطرہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے کیونکہ قیمت کا تین فریقین کے مذاکرات پر مبنی ہوتا ہے۔

ڈاکٹر محمد زرقانے مرکحہ کی فقہی اہمیت پر بحث کرتے ہوئے کہا:

[المرابحة إنما تجوز إذا كان المبيع مملوغاً للبائع قبل

العقد، والإكانت معاملةً ربويةً في صورة البيع]³²

(یعنی مرکحہ اسی صورت میں جائز ہے جب بائع کو عقد سے پہلے میغ کی ملکیت حاصل ہو، ورنہ یہ یعنی کی صورت میں سودی معاملہ بن جاتا ہے۔) روایتی بینکنگ میں شفافیت کا تصور محدود ہے، کیونکہ نفع صرف شرح سود

[لا بد من التثبت في تطبيق المساومة حتى لا تحول إلى بيع]

صوري يخالف مقاصد الشريعة]²⁸

”یعنی مساوامہ کی تطبیق میں احتیاط لازم ہے تاکہ وہ ایک صوری بیع بن کر

مقاصدِ شریعت سے متصادم نہ ہو۔“

صارفین، علماء اور ماہرین مالیات کی آراؤ اقتباسی مطالعہ

علمائی ایک بڑی تعداد، مثلاً مفتی تقی عثمانی، مرکحہ کو بطور تمویل آلات ناگزیر مگر عوری حل سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک اسلامی بینکاری کو، ”مشارکہ و مضاربہ“ جیسے حقیقی شرکتی ماذلز کی طرف بڑھنا چاہیے۔

مراکحہ اسلامی بینکاری کا ایک سہارا ہے، مگر اسے حقیقی شکل سمجھنا درست نہیں۔ یہ ایک عوری ضرورت ہے جو شرکتی مالیات کی طرف لے جانے والا پل ہے۔²⁹

ماہرین مالیات کا نقطہ نظر زیادہ عملی ہے، وہ مرکحہ کو سرمایہ تحفظ کے لحاظ سے مخفی جبکہ مساوامہ کو زیادہ مارکیٹ لچکدار ماذل قرار دیتے ہیں۔ صارفین کی رائے بھی اسی نوعیت کی ہے کہ مرکحہ میں اعتماد اور مساوامہ میں آزادی زیادہ حسوس ہوتی ہے، مگر خطرہ بھی اسی تناسب سے بڑھتا ہے۔ مرکحہ اور مساوامہ دونوں اسلامی مالیات میں یعنی پر مبنی تمویلی عقود ہیں مگر ان کا فقہی و تمویلی ڈھانچہ ایک دوسرے سے نمایاں طور پر مختلف ہے۔ مرکحہ شفافیت اور بیشگی منافع کے اصول پر قائم ہے، جب کہ مساوامہ منڈی کے حقیقی تجارتی تقاضوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ ان دونوں میں توازن قائم رکھنا ہی اسلامی مالیات کے ”عدالتی تمویلی“ (Financial Justice) ”کے اصول کا مظہر ہے۔

مراکحہ و مساوامہ کے تناظر میں اسلامی و روایتی بینکنگ کا تجزیاتی موازنہ

اسلامی بینکاری کے دونیادی فروخت پر مبنی ماذل یعنی مرکحہ اور مساوامہ کو روایتی (conventional) بینکنگ کے تناظر میں رکھ کر ان کے فکری، عملی، اور اخلاقی فرق کو واضح کرتا ہے۔ اگرچہ دونوں نظام مالیاتی خدمات فراہم کرتے ہیں، مگر ان کی اساس، مقصد، اور تمویلی طرز فکر میں بنیادی اختلاف موجود ہے۔ اسلامی بینکاری تمویل کو حقیقی تجارتی سرگرمی سے مربوط کرتی ہے، جب کہ روایتی بینکنگ محض سودی قرض کو مختلف مالیاتی آلات کے ذریعے منافع میں تبدیل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ زیر نظر تجزیے میں ان دونوں نظاموں کے نظری و عملی خدوخال کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے، جس سے اسلامی مالیات کے اصولی امتیاز کی توجیہ ہوتی ہے۔

روایتی بینکنگ میں فروخت پر مبنی تمویل کے ماذلز کا حبائہ

روایتی بینکنگ میں فروخت پر مبنی ماذل دراصل credit sale یا-hire purchase کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جس میں بینک کسی اٹھائے کو خریدے بغیر

حاصلِ تحقیق

زیرِ نظر تحقیق میں اسلامی مالیات کے دو بنیادی عقود، مراہجہ اور مساومہ، کو تمویل کے جدید اسلامی ڈھانچے کے تناظر میں تفصیل سے پرکھا گیا۔ ابتداء میں تمویل اسلامی کے اصولی و فقہی مبادیات پر روشنی ڈالی گئی جس سے واضح ہوا کہ اسلامی مالیات کی اساس سود سے احتساب، خطرے کی شرکت، اور حقیقی ملکیت کے تبادلے پر قائم ہے۔ مراہجہ اور مساومہ کو بعض معاوضہ کی فقہی اقسام میں شمار کیا گیا ہے، مگر جدید بینکاری میں ان کی اطلاقی جہتیں روایتی قرض پر منی نظام سے الگ نوعیت رکھتی ہیں۔ مراہجہ کو بطور تمویل ایک شفاف، محدود و خطرے اور معین منافع پر منی ماذل کے طور پر پیش کیا گیا، جب کہ مساومہ کو متغیر قیمت، خطرے کی سبتاً بلند سطح، اور حقیقی تجارتی گفت و شنید سے وابستہ تمویل صورت قرار دیا گی۔ دونوں میں اشتراک یہ ہے کہ ان کا مقصد انشا شبات کی حقیقی ملکیت اور تبادلہ برقرار رکھتے ہوئے نفع حاصل کرنا ہے، مگر ان کے طریقے کار میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ تحقیقی مطالعے سے یہ نکتہ سامنے آیا کہ مراہجہ اپنی ساخت کے اعتبار سے بینکاری ماحول میں زیادہ قابلِ نفاذ اور ریگولیٹری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے، جبکہ مساومہ تجارت کی فطری روح کے قریب تر ہے۔ مراہجہ میں نفع کی تعین قبل از عقد ہوتی ہے جس سے شفافیت پیدا ہوتی ہے، لیکن اسی باعث اس میں شراکتی تمویل کی روح کمزور پڑ جاتی ہے۔ مساومہ میں قیمت کا تعین باہمی گفت و شنید سے ہوتا ہے، اس لیے خطرے کی تقسیم زیادہ حقیقی اور معماشی سرگرمی سے ہم آہنگ ہے۔ تاہم، عملی بینکاری میں مساومہ کی تطبیق نسبتاً دشوار ہے کیونکہ اس میں قیمت کے اتار چڑھاؤ اور شفافیت کے تضاد زیادہ پیچیدہ ہے۔ مراہجہ و مساومہ کے تقابليٰ تجزیے نے یہ حقیقت آشکار کی کہ اسلامی بینکاری کو اگر حقیقی اسلامی روح کے مطابق فروغ دینا ہے تو اسے محض صوری تمویلات پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ حقیقی ملکیت، خطرے کی شرکت اور عدل تمویل کے اصولوں کو مرکزی حیثیت دینی چاہیے۔ مراہجہ اس سفر کا نقطہ آغاز ہے، مگر اس پر اکتفا اسلامی مالیات کے ارتقائی امکانات کو محدود کر دیتا ہے۔ مساومہ جیسے ماذل کو اگر شفاف اور شریعت کے مطابق انداز میں نافذ کیا جائے تو وہ حقیقی معیشت کی تقویت اور اسلامی مالی نظام کی پیچیں میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ تحقیق کا مجموعی حاصل یہ ہے کہ اسلامی بینکاری کا انتیاز صرف سود سے احتساب میں نہیں بلکہ اس تصورِ تمویل میں مضر ہے جو اخلاق، شفافیت، اور ذمہ داری کے اصولوں پر استوار ہے۔ بینکاری کے اداروں کو چاہیے کہ وہ مراہجہ و مساومہ کے ماذل میں فقہی احتیاط، دستاویزی شفافیت، اور حقیقی خرید و فروخت کے اصول کو یقینی بنائیں تاکہ اسلامی مالی نظام اپنی روح کے مطابق ایک عادلانہ اور پائیدار تمویلی تبادل کے طور پر فروغ پاسکے

(interest rate) کے فرق پر منی ہوتا ہے، نہ کہ حقیقی ملکیت یا تبادلہ مال پر۔ اس طرح خطرہ کا حقیقی بوجھ صارف پر منتقل کر دیا جاتا ہے، جب کہ اسلامی نظام میں دونوں فریق کسی حد تک خطرہ کے شریک ہوتے ہیں۔

عملی بینکاری میں دونوں نظم مالوں کی کارکردگی کا تجزیہ

عملی سطح پر روایتی بینکنگ کی کارکردگی منافع کے استحکام اور مارکیٹ کی پیش بینی پر مخصر ہے، جب کہ اسلامی بینکاری کی کارکردگی اس بات پر کہ وہ شریعت کے اصولوں کے مطابق حقیقی تجارتی سرگرمی کو برقرار رکھتی ہے یا نہیں۔ ذکر عباس میر کلا کے مطابق:

Islamic banks, through Murabaha and Musawamah, attempt to replicate the economic function of conventional loans but without the ethical distortion of interest.³³

پاکستان میں بھی یہی صورت حال پائی جاتی ہے۔ اسٹیٹ بینک کی روپرٹس کے مطابق، اسلامی بینکوں نے مراہجہ کو اس حد تک اختیار کیا ہے کہ وہاب روایتی قرض کی تبادلہ شکل بن پکا ہے، اگرچہ فقہی سطح پر اسے حقیقی بیع سے مشکل رکھنے کی کوششیں جاری ہیں۔

پاکستان میں اسلامی و روایتی بینکوں کی تمویلی پالیسیوں کا موازنہ

پاکستان میں اسلامی بینکنگ کی پالیسی بنیادی طور پر شریعت کپلانس (Shariah Compliance) پر مرکوز ہے، جب کہ روایتی بینکنگ ریگولیٹری منافع پر۔ اسلامی بینکوں کے تمویلی اهداف میں عدل، شفافیت، اور حقیقی تجارت کو فروغ دینا شامل ہے۔ اس کے بر عکس روایتی بینکنگ کا مقصد سرمایہ کی گردش سے زیادہ سے زیادہ سودی نفع حاصل کرنا ہے۔ مفتی تقي عثمانی لکھتے ہیں:

اسلامی بینکنگ کا مقصد محض سود سے احتساب نہیں بلکہ ایسے معاشی

نظام کی تکمیل ہے جو عدلی تمویلی پر قائم ہو۔³⁴

بینکاری کے عملی پہلو سے دیکھا جائے تو مراہجہ اور مساومہ دونوں اسلامی نظام کو حقیقی معیشت سے مریبوٹ کرتے ہیں، جب کہ روایتی نظام تجیدی مالیات (speculative finance) کے جال میں مقید رہتا ہے۔ اس فرق نے اسلامی مالیات کو میں الاقوامی سطح پر ایک تبادل اخلاقی نظام کے طور پر ابھارنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

اسلامی اور روایتی بینکنگ کا فرق صرف فقہی نہیں بلکہ تہذیبی اور اخلاقی بنیادوں پر استوار ہے۔ مراہجہ اور مساومہ جیسے عقود اس بات کی علامت ہیں کہ اسلامی مالیات مال کے حقیقی تبادلے، خطرے کی شرکت، اور شفاف نفع پر تعین رکھتی ہے، جب کہ روایتی نظام سود، فرضی ملکیت، اور مالی استصال پر منی ہے۔ چنانچہ اسلامی بینکاری، اگر اپنے اصول ڈھانچے پر قائم رہے، تو نہ صرف اخلاقی بلکہ معاشی عدل کا بھی ضامن بن سکتی ہے۔

REFERENCES - جاہزیں

- ¹ Ibn Khaldūn. Al-Muqaddima (Beirut: Dār al-Fikr, 2005), 98 .
- ² Chapra, Umer, *Islam and the Economic Challenge* (Leicester: Islamic Foundation, 1992), p. 45
- ³ Al-Baqara, 2:275.
- ⁴ Al-Sarakhsī, Abū Bakr Muḥammad ibn Aḥmad. Al-Mabsūt (Beirut: Dār al-Ma‘rifa, 1989), 14:27.
- ⁵ Mālik, Imām. Al-Muwatṭa’ (Cairo: Dār Ihyā’ al-Turāth al-‘Arabī, 1985), 2:682
- ⁶ Al-Baqara, 2:276
- Al-Mulayṭī. Al-Iqtisād al-Islāmī wa Asās al-Tamwīl al-Sharī‘ī (Damascus: Dār al-Fikr, 2003), 211.
- ⁸ Al-Shāṭibī, Abū Iṣhāq. Al-Muwāfaqāt (Beirut: Dār al-Ma‘rifa, 1997), 2:7.
- ⁹ Mālik, Al-Muwatṭa’, 2:682
- ¹⁰ Ibn Ḥammām, Kamāl al-Dīn. Fath al-Qadīr (Beirut: Dār al-Fikr, 1998), 6:179.
- ¹¹ Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath. Sunan Abī Dāwūd (Beirut: Dār al-Fikr, 1995), Hadīth No. 3503
- ¹² Usmani, Muhammad Taqi, An Introduction to Islamic Finance (Karachi: Idaratul Ma‘arif, 2013), p. 105
- ¹³ Majma‘ al-Fiqh al-Islāmī. Qarār Raqm 40 (Jeddah: Organization of Islamic Cooperation, 1988)
- ¹⁴ State Bank of Pakistan. Islāmī Bankārī ke Sharī‘ī Ma‘āyīr (Karachi: State Bank of Pakistan, 2017), 92–93.
- ¹⁵ Yaqoubi, Nizam, Shariah Review of Islamic Financial Contracts (Manama: AAOIFI, 2015), p. 63
- ¹⁶ Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf. Rawdat al-Ṭālibīn (Beirut: Dār al-Kutub al-‘Ilmīya, 1992), 3:109.
- ¹⁷ bn Rushd, Abū al-Walīd Muḥammad ibn Aḥmad. Bidāyat al-Mujtahid (Cairo: Dār al-Hadīth, 2004), 2:97
- ¹⁸ bn ‘Ābidīn, Muḥammad Amīn. Radd al-Muhtār (Beirut: Dār al-Fikr, 2003), 5:159.
- ¹⁹ Chapra, Umer, Islamic Economics: What It Is and How It Developed (Jeddah: IDB, 2006), p. 58
- ²⁰ Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī (Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1987), ḥadīth No. 2079.
- ²¹ State Bank of Pakistan, Islāmī Bankārī ke Sharī‘ī Ma‘āyīr, 106.
- ²² Usmani, Muhammad Taqi, Introduction to Islamic Finance (Karachi: Idaratul Ma‘arif, 2013), p. 119
- ²³ Al-Sarakhsī, Al-Mabsūt (Beirut: Dār al-Ma‘rifa, 1986), 13:42.
- ²⁴ Ibn Rushd, Bidāyat al-Mujtahid wa Nihāyat al-Muqtasid (Cairo: Dār al-Kutub, 1999), 2:112.
- ²⁵ Munir Ahmad Mughal, Principles of Islamic Financing, (Lahore: Al-Faisal Publishers, 2014), p. 93
- ²⁶ State Bank of Pakistan, *Islamic Banking Bulletin*, Karachi: 2023, p. 18
- ²⁷ M. Umer Chapra, Islamic Economics: What It Is and How It Developed, (Jeddah: IRTI, 1996), p. 45
- ²⁸ Al-Zarqā, Muḥammad Muṣṭafā. Sharḥ al-Qawā‘id al-Fiqhīya al-‘Āmma (Damascus: Dār al-Qalam, 1998), 321.
- ²⁹ Uthmānī, Muḥammad Taqī. Islāmī Bankārī: Masā’il wa ḥal (Karachi: Maktaba al-Ma‘arif, 2011), 77
- ³⁰ Joseph E. Stiglitz, *Money and Banking in Capitalist Economy*, (New York: W.W. Norton, 1994), p. 87
- ³¹ M. Umer Chapra, The Future of Economics: An Islamic Perspective, (Leicester: The Islamic Foundation, 2000), p. 132
- ³² Al-Zarqā, Sharḥ al-Qawā‘id al-Fiqhīya al-‘Āmma, 325
- ³³ Abbas Mirakla, *Comparative Studies in Islamic and Conventional Finance*, (Kuala Lumpur: IIUM Press, 2017), p. 59
- ³⁴ Uthmānī, Muḥammad Taqī. Islāmī Bankārī: Mabādiyāt wa Mabāḥith (Karachi: Maktaba al-Ma‘arif, 2012), 91.